Prof.(Dr). S. K. Jabeen

Head of Dept ,Urdu

Rohtas Mahila College, Sasaram

Topic: Urdu ki Do Mashnoeyaan

[B. A., Part-II]

Scanned with CamScanner

اردو کی دو مثنویاں

محمد جعفر خاں راغب کا قیام دہلی میں تھا۔ جب انہوں نے دہلی چھوڑا تو وہ برج بندرابن، اکبرآباد، فرخ آباد، لکھنؤ اور بنارس کی سیر کرتے ہوئے عظیم آباد پہنچے۔ اپنی مثنوی شورش عشق میں انہیں مقامات کی سیر کا احوال بیان کی ہے اور پھر درگاہ کی سیر کے بھی حالات قلمبند کیئے گئے ہیں۔

اس مثنوی شورش عشق میں پہلے اللہ کی تعریف بیان کی گئی ہے پھر اپنے متعلق لکھتے ہیں کہ میں دہلی میں پیدا ہوا اور اس شہر پر میرا دل فریفتہ ہوگیا۔ میری نہایت ناز ونعم کے ساتھ پرورش ہوئی میں وہاں بہت جاہ وحشمت وشوکت کے ساتھ رہا۔ دہلی وہ جگہ ہے جس کی خاک میں سینکڑوں گوہر بے بہا دفن ہیں۔ وہ اتنا حسین شہر ہے کہ جس کو دیکھ کر انسان فردوس کو بھی بھول جائے۔

ہر طرف نہایت حسین لوگوں کا نظارہ تھا جو مثل پریزاد تھے۔ کہیں عشاق کا ہجوم تھا تو کہیں معشوق دلربا کا جمگھٹ۔ مجھے بھی ان سے عشق ہوگیا اور میں بھی ایک پریزاد کا دیوانہ ہوگیا اور مثل سایہ گھومنے لگا۔ میرے عشق کا ہر جگہ اس شہر میں چرچہ ہونے لگا۔ میں گلی گلی کوچہ کوچہ پھرتا رہا۔ پھر نہ جانے کیا ہوا کہ کسی دشمن کی نظر لگ گئی۔ میری یہ ادا زمانے کو نہ بھائی اور مجھے بادل ناخواستہ دہلی چھوڑنا پڑا۔ جس طرح حضرت آدم کو جنت سے نکالا گیا تھا اسی طرح مجھے بھی دہلی سے باہر جانا پڑا۔

وہاں سے میں کسی طرح برج میں آیا اور آتے ہی واں دیوانہ ہوگیا۔ عقل وخرد ہوش وحواس باقی نہیں رہے۔ وہاں کے جو حسینان نظر آئے تو اُن کی شبیہہ دل میں اُتر گئی جیسے ہی مجھ کو بندرابن نظر آیا تو دل میں شورش کا اثر ہونے لگا۔ اس کی زمین نہایت ہموار تھی وہاں کی ہوا، فضا مست تھی۔ وہاں ہر گھاٹ پر گوپیوں کا نظارہ قابل دید تھا جو ہوش وخرد کو اڑائے لئے جارہی تھی۔ میں اس دل کشا شہر میں جب تک میرا دل لگا تب تک رہا۔ اس کی گلیوں کوچوں پر اپنا دل نثار کرتا رہا۔ ہر کوچہ وہاں کوچۂ زلف یار تھا۔ وہاں بھی گردوں نے مجھے رہنے نہ دیا پھر وہاں سے اکبرآباد پہنچا۔ وہاں کی سیر کرتے ہوئے فرخ آباد پہنچا اور تمام کی سیر تمام کرتے ہوئے میں لکھنؤ وارد ہوا۔

حسینانِ لکھنؤ پر جب میری نظر پڑی تو میرے سینہ میں محبت کی آگ سلگنے لگی۔ وہاں بھی عشق میں رسوائی اٹھانی پڑی۔ صبح شام ہر سو حسینوں کا جلوہ نظر آتا تھا وہاں بھی میں کوبکو مارا مارا پھرتا رہا۔ وہ لکھنؤ شہر کیا

Scanned with CamScanner

تھا۔ وہ پریوں کا شہر تھا۔ پھر جب وہاں بھی سکون قلب غارت ہو گیا تو میں بنارس کی طرف روانہ ہوا۔

بنارس میں آکر چند ماہ رہا۔ وہاں بھی سیکڑوں خوبان بنارس رشک ماہ نظر آئے۔ وہاں مجھے کچھ بھی حاصل نہ ہو سکا سوائے داغِ دل کے ایک لمحہ کو بھی مجھے وہاں کل نہ ملا اور غمگین و رنجیدہ وہاں سے بھی روانہ ہونا پڑا اور اب آب و دانہ میرا پٹنہ کا ہوا۔ راغبؔ کہتے ہیں کہ میں شہر عظیم آباد پٹنہ کے صفات کیا کیا بیان کروں جو جائے امن و اماں ہے اگر چہ سبھی شہروں میں خوبیاں بھری پڑی ہیں لیکن میری نگاہ میں پٹنہ رشک ارم ہے۔ جو جو داغ مجھے جہاں جہاں ملے تھے سب کے سب پٹنہ میں مٹ گئے۔ دل غمزدہ باغ باغ ہو گیا۔ غنچۂ دل سے پژمردگی چلی گئی۔ دل سے افسردگی رفتہ رفتہ جانے لگی۔ دہلی سے مختلف شہروں کی سیر کرتے ہوئے سفر میں جو مجھے تکلیف پہنچی تھی وہ سب ختم ہو گئی اور سب رنج و ملال دل سے دور ہو گیا۔ یہاں پہنچ کر میرے دل کو چین نصیب ہوا۔ یہاں بھی مجھے حسینوں کا خوب خوب پیار ملا۔ وہ جہاں جہاں مجھے لے گئیں میں وہاں گیا۔ میں اُن کے حسن و خوبی کا غلام ہو گیا۔ پھر ساتھ ساتھ میلوں کی بھی سیر ہونے لگی اور پھر مزارات کی سیر بھی اکثر ہونے لگی۔ اب یہی شغل دن رات رہنے لگا۔ میں برابر مزاروں پہ جانے لگا۔ پٹنہ میں ایک بہت بڑے درویش عرفاں پناہ تھے۔ جنہیں لوگ شاہ ارزاں کہتے تھے اسی پٹنہ شہر میں اُن کی درگاہ ہے۔ وہاں ایک نہایت دلکش عزاخانہ بھی ہے جس کا وصف زبان بیان کرنے سے قاصر ہے۔

درگاہ شاہ ارزاں میں جو نقار خانہ ہے اس میں آسمان سے فرشتے اتر کر شہنائی بجاتے ہیں وہ دن رات بجاتے رہتے ہیں۔ اس خوبی سے نقارہ بجتا ہے کہ کانوں کو کوئی رنج نہیں پہنچتا بلکہ تن مردہ دم کے دم میں جان بخشتا ہے۔

پھر عزاخانہ کا ذوق زیارت پیدا ہوا۔ جیسے ہی مجھے عزاخانہ نظر آیا میرا سر بوسہ دینے کے لئے جھک گیا میں اس کے گرد اس طرح چکر لگاتا رہا جیسے حاجی لوگ طواف حرم کرتے ہیں۔ وہ عزاخانہ جو اپنی مثال آپ ہے اللہ کے محبوب کے محبوب کا تذکرہ جہاں ہوتا ہے جہاں پنجتن پاک جلوہ فگن ہوتے ہیں۔ وہاں ایک بارہ دری نظر آئی اور اس کے پائیں ایک تالاب تھا کہ جس کا پانی آب حیات سے کم نہ تھا۔ اس تالاب کے موج کی روشنی دلوں کو بہت بھاتی تھی جیسے وہ موج نہ ہو بلکہ زلف محبوب ہو۔

پھر امام بارہ اور تالاب کی زیارت کے بعد میں سوئے درگاہ گیا وہاں کا بھی گنبد ایسا نظر آتا تھا کہ جیسے نور سے معمور ہو۔ کچھ دیر کے بعد میں وہاں سے چلا اور سجادہ نشیں کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ اعلیٰ حضرت مجھ سے بہت لطف و عنایت کے ساتھ ملے۔ وہ نہایت شفقت سے پیش آئے۔ اُن سے مل کر میرا دل بہت خوش ہوا۔ کیونکہ وہ اہل دل تھے اور میر درویش بھی۔ انہیں حق تعالیٰ بعزت

Scanned with CamScanner

حرمت ہمیشہ سلامت رکھے۔ پھر جب میں نے اُن سے بندگی پیدا کی یعنی جب میں نے اُن سے بیعت کی تو دل سے ساری پراگندگی ختم ہوگئی۔ اس کے بعد شاہ خوش نما سے میں ملا۔ جو حقائق ومعارف سے آگاہ تھے۔ اُن کو شان فقیری بہت زیب دیتی ہے، اگر انہیں سلطان فقیر کہا جائے تو بجا ہے۔ اس دنیا میں وہ جہانِ سخاوت ہیں۔ جب سب بزرگوں سے مل چکا تو اپنے گھر واپس آیا۔

پھر اپنے متعلق راغبؔ لکھتے ہیں کہ میں اس مہر کا ذرہ ہوں جس سے دونوں جہان منور ہیں۔ میں اس شمع کا ہمیشہ پروانہ ہوں، جس کی روشنی ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ جو شمع کبھی گل نہیں ہوتی۔ میں ایسے گلزار کا عندلیب ہوں جس میں کبھی بادِ خزاں نہیں چلتی۔ لوگوں کے فسانے سن کر نیند آتی ہے لیکن میں وہ ہوں جس کا فسانہ سن کر نیند اچٹ جاتی ہے۔

راغبؔ کہتے ہیں کہ یہ پٹنہ عجیب شہر ہے۔ عجیب عشق انگیز یہاں کی زمین ہے کوئی سرزمین دنیا میں ایسی نہیں ہے۔

اے خدا یہ ہمیشہ آباد رہے! اور جو یہاں کا حاکم ہے وہ ہمیشہ قائم رہے۔

اس مثنوی میں راغبؔ کہتے ہیں کہ وہ شہر شہر کی سیر کرتے رہے مگر کہیں دل کو سکون میسر نہ ہوا۔ پٹنہ ہی جائے امن وامان ہے، یہیں میرے دل کو سکون ملا۔ راحت ملی۔ عرفان ملا۔ عقیدت ملی۔ درگاہ شاہ ارزاں ملی۔ یہاں کے سجادہ نشیں سے بیعت ملی۔ لطف وعنایت اور بھرپور شفقت ملی۔

انہیں پٹنہ ایسا بھایا کہ یہیں کے ہو کر رہ گئے اور انتقال بھی یہیں ہوا۔ یہیں کی خاک میں مل گئے۔ یہاں کی خاک اُن کو دلی سے کھینچ لائی۔

Scanned with CamScanner